رجسٹرڈ ایل نمبر

ہندوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجالانے والا اکیلا اخبار

ہر انگریزی ماہ کی یکم اور ۱۶ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے ۱ر
" ششماہی " ۸/
" سالانہ امراء سے ۲ر
" غیر ممالک سے سالانہ ۸ شلنگ

قادیان دارالامان ضلع گورداسپور پنجاب

نور

ضیاء الاسلام پریس سے شائع ہوا

مقاصد

۱۔ اسلام کی خوبیاں اور برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اس کی حقیقت ظاہر کرنا۔
۲۔ سکھوں اور آریوں میں اشاعت اسلام کے اہم فرائض کو ادا کرنا۔
۳۔ دیگر مذاہب کے حملوں کا کامل اور صحیح جواب دینا
۴۔ راعی اور رعایا کے تعلقات مضبوط اور مستحکم کرنا

مورخہ ۱۶ مارچ ۱۹۲۲ء

جلد ۵ | ایڈیٹر شیخ محمد یوسف سابق سورن سنگھ و دوان برہمچاری | نمبر ۱۲

زنبیل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پچھلے دنوں قرآن پاک کے گورمکھی ترجمہ میں اس قدر مصروفیت رہی کہ بعض اوقات کھانا بھی چوبیس گھنٹہ کے بعد کھایا۔ ایک طرف قرآن مجید کے گورمکھی ترجمہ کا مسودہ تیار کرنا دوسری طرف پروفوں کا دیکھنا۔ تیسری طرف اخبار کا وقت پر شائع کرنا اور خدا کے فضل سے اس اثنا میں ایک پرچہ بھی لیٹ نہیں ہوا۔ اور پھر اسی حالت میں "ہندو دھرم کی حقیقت" اور "آریہ مذہب کی حقیقت" نامی کتابوں کا لکھنا۔ اور شائع کرنا۔ غرضکہ گذشتہ دو سال کام کا اسقدر ازدحام رہا۔ کہ اگر خاص طور پر اللہ کا فضل شامل نہ ہوتا تو ایک دن بھی نبھنا مشکل تھا۔ اور ساتھ نظارت الداد اور دعوت و تبلیغ کے زیر ہدایت قریباً تین ماہ باہر تبلیغ پر بھی صرف ہوئے۔ ان مشکلات میں جن دوستوں نے کسی نہ کسی رنگ میں میرا ہاتھ بٹایا۔ میرے لئے ہر طرح باعث دعا و شکریہ ہیں۔ ان میں سے میرے معزز و مکرم مہربان جناب خان بہادر میرزا سلطان احمد خانصاحب پنشنر ای۔ اے۔ سی (۲) جناب مولانا المکرم مولوی عبدالکریم خان صاحب میرٹھی (۳) جناب سردار جیون سنگھ صاحب ہند وباغ خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔

ان بزرگوں کی قلمی اعانت نے اخبار کے اڈیٹری کے بوجھ سے مجھے بہت حد تک بے نیاز کر دیا تھا۔ ورنہ میرے لئے بہت مشکل پیش آتی۔ جناب میرزا صاحب موصوف آج ادبی دنیا کے درخشندہ گوہر ہیں۔ اسی طرح جناب مولانا المکرم عبدالکریم خانصاحب میرٹھی اگر علم عربی کے فاضل اجل ہیں تو انگریزی میں بھی خاص دسترس رکھتے ہیں۔ اور ہندوستان کے قریباً کل ادبی رسالے جناب مولانا موصوف کے رہین منت ہیں۔ اور جناب مکرم و معظم سردار جیون سنگھ صاحب کی سکھ مذہب سے واقفیت کا یہ عالم ہے۔ کہ باوجودیکہ کئی سال سے مجھے سکھ لٹریچر سے وابستگی ہے۔ مگر پھر بھی بعض اوقات مجھے سردار صاحب موصوف کے تبحر علمی پر رشک آجاتا ہے۔ ان نامہ نگاروں پر ایڈیٹر نور جس قدر بھی فخر کرے کم ہے۔ اللہ تعالیٰ ان دوستوں کو اجر عظیم عطا فرماوے۔

نور کی توسیع اشاعت کا سوال اب اس قدر غیر مانوس ہو چکا ہے کہ پھر دوست توجہ کرنا چنداں ضروری نہیں سمجھتے۔ اس سرد مہری اور بے قدری کو مدنظر رکھکر میں نے پختہ ارادہ کر لیا تھا کہ یکم جنوری سے نور کو بند کر دیا جائے۔ مگر سالانہ جلسہ پر حضرت کی خاص سفارش کی بناء پر میں نے اپنا ارادہ ملتوی کر دیا۔ اس اثناء میں دوستوں نے کہانتک اپنے فرض کو ادا کیا۔ یکم جنوری سے لیکر ۱۰ مارچ تک صرف ۳۰ خریداروں کا اضافہ ہوا جن میں چھ خریدار صرف چھ چھ ماہ کے لئے اور باقی ۲۴ ایک ایک سال کے لئے اور نو نے یکم فروری کو وی پی کرنے پر خریداری ترک کی گویا دوسرے الفاظ میں صرف پندرہ خریداروں کا اضافہ ہوا۔ اگر دوستوں کی توجہ کا یہی عالم رہا تو اس قلیل خریداری پر نور کا زیادہ دیر کے لئے جاری رہنا مشکل ہے۔

نور نے سکھوں اور آریوں کے متعلق اس قدر مفید لٹریچر کا مذہبی دنیا میں اضافہ کیا ہے۔ کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جس پر احمدی قوم بجا طور پر فخر کر سکتی ہے۔ میں نے خصوصاً سکھ قوم میں تبلیغی لٹریچر مہیا کرنے کے لئے شب و روز دیکھا تا کہ سکھوں میں تبلیغ کے لئے ممکن ہے اب آپ بہت سے مبلغ پیدا کر لیں۔ مگر جب کانٹوں دار جھاڑیوں سے راستہ صاف ہو جائے۔ اس پر چلنا کچھ مشکل نہیں۔ ایک ننھا بچہ اور نابینا بھی بآسانی چل سکتا ہے۔ مگر کانٹوں دار جھاڑیوں کو صاف کر کے صحیح راستہ بنانا جو ٹھیک مسافر کو منزل مقصود تک لے جاوے۔ اس مشکل کا اندازہ ذرا راستہ بنانے والے سے پوچھو۔ سکھوں کے متعلق بعض اوقات ایک ایک شلوک کیلئے بلا مبالغہ مجھے سینکڑوں نہیں ہزاروں اوراق پر دیدہ ریزی کرنی پڑی ہے۔ جس کی وجہ سے میری صحت پر برا اثر پڑا ہے۔ دوستوں پر میرا چنداں گلہ نہیں ہونا چاہیئے۔ شروع شروع میں دوستوں نے قدر کی اور نور کی اشاعت چند دنوں ہی ایسی شاندار بلندی پر پہونچ گئی تھی جو غالباً اس وقت اخبار بلکہ باوجود اس کے صاحب رسوخ ایڈیٹر ہونے کے بھی شاید ہی حاصل ہوئی ہو۔ اس کے بعد مجھے سلسلہ کی طرف سے پے در پے باہر تبلیغ پر جانے کے لئے ارشاد ہوتا رہا۔ اور میں نے ہر وقت اس کارِ خیر میں سلسلہ کے ذمہ وار اشخاص کے ساتھ تعاون کرنا ضروری سمجھا۔ بعض اوقات بال بچے بیمار۔ اخبار کا مضمون نصف ہاتھ میں اور نصف کاتب کے پاس مگر جب ارشاد ہوا۔ لبیک کہا اس کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ اخبار گرتے گرتے ایسی نازک حالت کو پہونچ گیا ہے کہ جس کے اظہار کے لئے بھی شرم مانع ہے۔ گویا بالفاظ دیگر اب اخبار چند روز کا مہمان ہے۔ اگر دوسری طرف سے بھی تعاون کو مدِ نظر رکھا جاتا تو اخبار اس حالت کو نہ پہونچتا۔ اگر دوستوں کی سرد مہری کا یہی عالم رہا تو نور کے بند ہونے میں شبہ ہی کیا۔ مگر آئندہ نہ تو کسی کو کوئی اہم کام کرنے کا حوصلہ پڑیگا اور نہ ہی نور کا بند ہونا دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والی قوم کے لئے باعث فخر کہلائیگا

ترکوں کی فاش غلطی

ترکوں نے پہلے سنہ ۱۹۰۸ء میں اپنی خلافت کو ضرب لگا کر ناعاقبت اندیشی کا ثبوت دیا تھا۔ مگر سنہ ۱۹۲۴ء میں جو جسارت انہوں نے دکھلائی اس سے ایک دنیا محوِ حیرت ہے ترکوں کے رئیس الاحرار غازی مصطفیٰ کمال پاشا نے بلاشبہ اپنے ملک کی آڑے وقت میں بہترین خدمت کی ہے۔ مگر اس کے عوض جو وہ خراج وصول کرنا چاہتے ہیں۔ وہ عام مسلمانوں کے نقطہ نگاہ سے بہت گراں ہے۔ اسلامی دنیا کی ہمدردی ترکوں سے اس لئے نہیں۔ کہ وہ "ترک" ہیں۔ بلکہ اس لئے کہ عام مسلمانوں کے نزدیک ترک ان کی خلافت کے امین ہیں۔ مگر حال ہی میں ترکوں سے اس خلافت کو اڑانے کے متعلق جو خطرناک لغزش ظہور میں آئی ہے اس نے مسلم دنیا میں ایک ہیجان پیدا کر دیا ہے اگر ترک اپنی غلطی پر مصر رہے تو ان کی یہ ایسی فاش غلطی ہوگی۔ جسکی تلافی مابعد بہت مشکل ہو جائے گی۔ اور عام مسلم دنیا کے نزدیک ترکوں کی حیثیت ایرانیوں اور افغانیوں سے بڑھکر نہیں رہیگی اگر ترک کسی مصلحت سے آل عثمان سے اپنا خلیفہ منتخب کرنا نہیں چاہتے تھے۔ تو اس سے مسلم دنیا کو غالباً کوئی تعرض نہ ہوتا وہ کوئی دوسرا خلیفہ منتخب کر سکتے تھے۔ مگر سرے سے اپنی خلافت کو جواب دیدینا۔ یہ ترکوں کی ناقابل عفو غلطی ہے۔ ترکوں کے لئے اب بھی سنبھلنے کا وقت ہے۔ ورنہ کچھ تعجب نہیں کہ ترکوں کی یہ فاش غلطی ان کی کسی اور ہمسایہ سلطنت کو تو محبوب بنادے۔ اور ترک عام مسلم دنیا کی نظر سے گر جائیں۔

تحریک چالیس ہزار

اسی اخبار میں حضرت خلیفۃ المسیح کی تحریک چالیس ہزار درج ہے۔ حسب ہدایت جمعہ میں یا جلسہ خاص کر کے یہ تحریک سب دوستوں تک پہنچا دی جائے۔ اور وعدوں کی مکمل فہرست اور پہلی قسط اخیر مارچ تک دفتر بیت المال میں ضرور روانہ کر دی جائے۔ اور نیز معمولی چندوں میں اس کا اثر نہ پڑنا چاہیئے۔

ہندو بنایا نہیں جا سکتا

مشہور پرچارک پنڈت نیکی رام شرما نے پنجاب ہندو سمیلن میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ

"جب سے ہندو بچہ ماں کے پیٹ میں آتا ہے اس دن سے لیکر آخری دم تک جب اس کا انتیشٹی سنسکار کر دیا جاتا ہے۔ اسے ہندو سنگشا (تعلیم) ہونی چاہیئے۔ ہندو دھرم تہذیب اور شاستر یہ مانتے ہیں۔ کہ ہندو بچے نہیں بنایا جاتا بلکہ پیدا کیا جاتا ہے۔ جو چیز پیچھے بنائی جاتی ہے وہ اصلی نہیں ہوتی۔" (وکیل ۲ مارچ)

کیا اب یہ سطور کسی حاشیہ کی محتاج ہیں شدھی کے حامیوں کو خصوصیت سے ان سطور کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ کہ کیا آپ لوگ شدھی کا اڈمبر رچ کر شدھ ہونے والوں اور اپنے شاستروں سے تمسخر تو نہیں کر رہے۔

آریہ سماج کا خدا عالم الغیب نہیں

۹ پوہ سمت ۱۹۸۰ بکرمی کے اخبار پرکاش میں پنڈت وشوناتھ جی اپدیشک آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کا ایک مضمون "کیا پرماتما کو بھوشیہ کا گیان نہیں ہے" کے عنوان سے شائع ہوا ہے اس میں وہ لکھتے ہیں۔

"لاہور آریہ سماج کے جلسہ پر شریان پنڈت رام چندر جی دہلوی کا لیکچر ہوا جسمیں آپ نے پرماتما کے بھوشیہ گیان (عالم الغیب) کی تردید کی۔ اگرچہ یہ خیال بہت سے آریہ ودوانوں کا ہے لیکن جہاں تک میں نے وچار کیا ہے یہ خیال وید ورودھ (مخالف) اور مہرشی دیانند کے وچار کے سر دکھا پرتی کول ہے (بر خلاف)

گویا دوسرے الفاظ میں انسان اور خدا کے علم میں (نعوذ باللہ) کچھ فرق نہیں جسطرح انسان ہی آئندہ واقعات سے اندھیرے میں ہوتا ہے وہی حالت ایشور کی ہے۔ اب ایشور اور ایک معمولی انسان میں کیا فرق رہا۔ کیا یہ صریح دہریت کیطرف قدم نہیں۔ آریہ سماج کا روح اور مادہ کو غیر مخلوق ماننا اور روح و مادہ میں باہمی اتصال کی طاقت کو بھی خود بخود

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

دنیا کا سب سے بڑا آدمی

نمبر ۳

(از قلم جناب مولانا المکرم مولوی عبد الکریم خان صاحب)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غرض یورپ کو اسلام سے سخت نفرت تھی۔ وہ افترا پردازی میں نہایت بیباک تھے۔ ان کا جہل و تعصب انتہائی درجہ پر پہنچا ہوا تھا۔ علامہ ڈینٹی اپنی ایک کتاب میں محمد صلعم کو دانشمند عالی دماغ اور مصلح کے لفظ سے یاد کر بیٹھا۔ تو ابنائے وطن اسے آگ میں جلانے لگے۔ بالآخر اس نے اپنی قوم سے ڈر کر آپ کے نام کو ان شریروں کی فہرست میں درج کیا۔ جو پرلے درجہ کے خبیث اور مفسد تھے جن میں سے فردی لٹسو اور برٹراں ڈی بیرن وغیرہ تھے۔ جو ان کے نزدیک دوزخیوں میں شمار ہوتے تھے۔

مشہور اطالوی مصور ارکانیوس نے چند ایسے شخصوں کی تصویریں بنائیں جو تمام مذاہب کو حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ ان کی تصویریں اس طرح بنائیں کہ وہ دوزخ میں کھڑے ہیں۔ اور آگ کے شعلے چاروں طرف سے ان کو گھیرے ہوئے ہیں۔ سب سے پہلے اس نے محمدؐ ولید بن رشد رح اور مسیح دجال کی تصویریں دیکھیں۔

علامہ ارنسٹ رینان نے خوب لکھا ہے ازمنہ وسطیٰ کے لوگ جہل و تعصب میں شہرۂ آفاق تھے۔ اور کسی معاملہ میں انصاف سے کام نہ لیتے تھے۔ اسی لئے محمدؐ ان کے نزدیک دغاباز اور مکار کے الفاظ سے یاد کئے جاتے تھے۔ انہوں نے آپ کو کارڈنل نامی ایک دغاباز شخص سے تشبیہ دے کر ایسی رکیک باتیں منسوب کیں جو عقل سے بعید اور قیاس سے باہر ہیں۔

اسی طرح کئی قرن جہالت و ضلالت میں گذر گئے ان کی عقلوں پر خیالات فاسدہ نے پردہ ڈالے رکھا۔ بیپانڈر، ہوٹنگر اور مارلنگ وغیرہ قرآن کی طرف متوجہ تھے۔ مگر ان کی غرض محض یہ تھی کہ بدنیتی کے ساتھ اس کی بیخ کنی کریں۔ مشہور علما و شعرا نے لوگوں کو ہنسانے کے لئے بہت کچھ پھبتیاں اڑائیں۔ علامہ فولٹیر نے ایسی باتیں منسوب کیں جو کبھی آپ کے خواب خیال میں بھی نہ گذری ہونگی۔

انیسویں صدی جو علم کی صدی کہلاتی ہے۔ وہ بھی تعصب اور افترا پردازیوں سے نہ بچی۔ اس صدی میں بھی بعض علما یورپ نے آپ پر بہت کچھ زہر اگلا ہے۔ چنانچہ ایک مشہور انگریز کارس فورسٹر نے ایک ضخیم کتاب دو جلدوں میں تصنیف کی جو بہت مقبول ہوئی کیونکہ اس نے بہت سی دلیلوں سے اپنے زعم میں ثابت کیا تھا کہ محمدؐ وہ چھوٹا دنبہ ہیں جس کا ذکر کتاب دانیال کے آٹھویں باب میں آیا ہے۔ اور بڑا دنبہ پاپا ہے"

فرانس کے نامور فاضل مستشرق کانٹ ہنری دی کاستری اور روس کے مشہور عالم احمد بک اجاغف کے مضامین مذکورہ بالا سے واضح طور پر ظاہر ہو رہا ہے۔ کہ یورپ میں مسلمانوں کے متعلق کس طرح متعصبانہ غلط خیالات پیدا ہوئے۔ اور کس طرح بڑھے اور پھیلتے گئے۔ دینی مقتداؤں نے ان خیالات کو تمام ملک میں مذہبی حیثیت سے پھیلایا یورپ کے تمام لٹریچر کا عنصر بنا دیا قومی گیتوں میں یہی خیالات گائے جاتے تھے۔ معرکہ جنگ میں یہ خیالات رجز کے طور پر ادا کئے جاتے تھے۔ کسی کو بپتسمہ دیتے وقت یہی خیالات عقاید کے طور پر سکھلائے جاتے تھے۔

بقول علامہ شبلی نعمانی مرحوم "یہ ایک عام قاعدہ ہے جو چیز قومی روایتوں اور مذہبی ہدایتوں کے ذریعہ سے کسی قوم کے دل و دماغ میں سرایت کر جاتی ہے۔ اس کا نکلنا قریباً محال ہو جاتا ہے۔ اگرچہ یورپ میں مذہب کا زور اب نسبتاً کم ہو گیا ہے۔ اور اس لئے قیاس یہ تھا کہ یہ خیالات اب بالکل مٹ جائے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ بدقسمتی سے یورپ میں مذہب کی جگہ پالٹکس نے لے لی ہے اس لئے یہ خیالات اب مذہبی نہیں بلکہ سیاسی ضرورت سے قائم رکھے جاتے ہیں وہ بھی اس خوبی سے کہ تعصب کا گمان نہ ہونے پائے"۔ غرض "قدیم خیالات کی بو بدستور موجود ہے"

علامہ عبد العزیز شاویش مصری فاضل نے انگلستان کی مایہ ناز یونیورسٹی آکسفورڈ میں جو تجربہ کیا اس سے ظاہر ہے کہ "یورپ کو باایں ہمہ اسلام اور شریعت اسلام کے متعلق کچھ بھی واقفیت نہیں ہے اسلام کی صورت نہایت بھیانک اور ڈراونی دکھلائی گئی ہے۔ بڑے بڑے ڈاکٹر و پروفیسر جو علوم شرقیہ میں کامل دستگاہ رکھنے کے مدعی ہیں۔ وہ بھی بہت کچھ بے خبر ہیں۔ تعصب نے ان کو بالکل اندھا کر رکھا ہے۔ اسلام کو صرف طلاق غلامی کا حامی تعدد ازدواج کا مذہب سمجھتے ہیں۔ اور بس جیسے خود بندہ مسیح ہیں ویسے ہی مسلمانوں کو محمد پرست سمجھتے ہیں"

مصری فاضل کے قول کی تصدیق باسورتھ سمتھ کی تحقیق سے ہوتی ہے۔ وہ اپنا مشاہدہ اس طرح بیان کرتا ہے۔

"شاید انگلستان سے زیادہ اسلام اور بانی اسلام کے متعلق کہیں اس قدر ناواقفیت اور جہالت کی تاریکی نہیں چھائی ہوئی ہے دنیا میں اس کے نتائج سے ہمیں بہت ہی بے اعتنائی ہے عام واعظ اور معلم ہنوز پیغمبر عرب کو مکار و دغاباز کہتے ہیں۔ افسران فوج ملازم تاج۔ ممبران سول سروس ہندوستان جاتے وہاں برسوں گذارتے اور واپس آجاتے ہیں تاہم ان کے آبائی علم میں کچھ بھی درستی نہیں ہوتی۔ وہ یہی خیال کرتے ہیں۔ کہ مسلمان بت پرست ہیں"

جمہور و عوام ہی اس جہل میں گرفتار نہیں ہیں بلکہ مشہور و ممتاز افراد بھی دانستہ یا نادانستہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تعصب کا شکار ہیں۔ چنانچہ مذکورہ بالا دلائل تحقیق کے سلسلہ میں اگر یورپ کا کورانہ اور عیارانہ تعصب آمیز رویہ دیکھنا ہو تو اس نمونہ کا ایک حقیر شمہ بھی پیش کیا جاتا ہے۔

مسٹر گلیڈسٹون نے ایک موقع پر قرآن کریم کی طرف اشارہ کرکے کہا تھا کہ جب تک یہ کتاب ہم میں موجود رہیگی۔ تہذیب و تمدن کو ہرگز ترقی نصیب نہ ہوگی۔" موسیو جان ڈگلس نے سخت سے سخت حملے کرتے ہوئے قرآن مجید کو انسانی ترقی کا بدترین دشمن قرار دیا تھا۔ لارڈ کرومر نے بھی اسی طرح کا زہر اگلا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ "اسلام کی تعلیم حکومت دستوری کے ہر ایک نظام صحیح کی بالکل نقیض واقع ہوئی ہے۔ اسلام اور جمہوریت میں جوہر اور ماہیت کا اختلاف بلکہ تضاد ہے۔"

اس باب یعنی اسلام کی ناواقفیت میں برادران وطن کی حالت اور بھی افسوسناک واجب الرحم ہے کیونکہ ہندوستان میں بالعموم ہنوز صحیح علمی ذوق پیدا نہیں ہوا۔ ہمارے تعلیم یافتہ نوجوانوں کا ذریعہ معلومات بہتر ہی سرسری سطحی ناقص و مشتبہ اور بیشتر حلقوں میں عام طور پر معمولی مشنری خیالات کا چربہ ہے لیکن جہاں لارڈ کرومر و مسٹر گلیڈسٹون کی ذریات موجود ہے وہاں ایسے منصف و محقق بھی پیدا ہو گئے ہیں۔ جو کلمہ حق کہنے سے دریغ نہیں کرتے۔ اسلام کے متعلق آزادانہ اور غیر متعصبانہ بحث کا آغاز ہوئے کچھ زیادہ نہیں گذرا۔ انیسویں صدی میں بعض علماء نے اس مسئلہ کو بنظر تحقیق دیکھنا شروع کیا۔ اور قلیل عرصہ ہی میں حیرت انگیز انکشاف سے تعجب خیز انقلاب رونما ہو چکا ہے۔ اور محققین کی ایک جلیل القدر جماعت اب متفقہ فیصلہ کرنے پر مجبور ہو گئی ہے

"اب وہ زمانہ گیا جب مغربی دنیا محمدؐ کے نام سے بے خبر تھی اور اگر اس عظیم الشان شخص کو دیکھتی بھی تھی تو اس صورت میں جس کو حقیقت حال سے کوئی بھی تعلق نہ تھا۔ اب ناواقفی اور بے خبری کی کدورت سے مغرب کا مطلع صاف ہو گیا ہے۔ اب یورپ سمجھتا ہے اور متعجب ہوتا ہے کہ اس جلیل القدر نبیؐ کے ہاتھوں دنیا کے تمدن اور شائستگی نے کیسی کیسی عظیم الشان خدمات انجام پائی ہیں۔" (مسٹر ڈبلیو بلنٹ ایم پی)

محمدؐ کے متعلق ہماری سابقہ رائے کہ وہ کاذب اور آپ کا مذہب حماقت اور دروغ سے پر فروغ ہے۔ فی الحقیقت آج کل ماننے کے قابل نہیں رہی کچھ بہتان نیک نیتی سے بھی اس شخص پر باندھے گئے ہیں۔ وہ ہمارے لئے شرم اور ہماری رسوائی کا باعث ہیں۔"

(کارلائل)

اب جہالت کی تاریکی کافور ہو گئی۔ اور حقیقت کی روشنی اپنا ظہور دکھلاتی ہے۔ ہم اپنے اصل موضوع پر متوجہ ہوتے اور یہ طریق بیان اختیار کرنا چاہتے ہیں۔ کہ ایک ایک کرکے تمام خوبیوں کو لیتے ہیں اور یکے بعد دیگرے اسی امر کی مورخانہ تحقیق کرنا چاہتے ہیں۔ کہ ہمارے برگزیدہ محمدؐ رسول میں بلند اوصاف حمیدہ پائے جاتے ہیں یا نہیں؟

اس غرض کے لئے ہم مضمون کو سات استفہامیہ عنوان یعنی سوالیہ حصوں میں منقسم کرکے اجمال و اختصار کے ساتھ اس جلیل القدر اعلیٰ شخصیت کے کردار و اطوار سے جواب دینا چاہتے ہیں۔

روز پیدایش سے لیکر یوم وفات تک کے تمام مفصل واقعات جزوی تفصیلات کیساتھ بیان کئے جا سکتے ہیں۔ لیکن ممکن ہے مضمون کی طوالت عدیم الفرصت۔ کثیر المشغولیت اصحاب کے پریشان خاطر ہونے کا باعث ہو اور ناگوار گذرے پس تفصیل کو نظر انداز کرتے ہوئے اس مخلصانہ مشورہ پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ کہ معزز ناظرین میں جو شایقین توضیح و تشریح کے خواہاں ہوں۔ ان کو چاہئے کہ غیر متعصب و مستند مصنفین کی طرف رجوع کریں۔ جنہوں نے راستی اور دیانتداری سے قلم اٹھایا ہے اور تحقیق و تصدیق کی بے لوث مورخانہ اور عالمانہ کوشش کی ہے

ہمیں صرف "کیوں"؟ کے جواب دینے کی کوشش مدنظر ہے۔ اور "کس طرح"؟ کے جواب کو ہم قارئین کرام کے انصاف و ایمان پر چھوڑتے ہیں۔ محققانہ مطالعہ کرنے کے بعد وہ آزادانہ رائے قائم کرنے میں خود مختار ہیں۔ البتہ یہ ذہن نشین کر لینا چاہئے

سچائی کی تلاش کے متعلق ویدوں نے کہا ہے کہ "دنیاداری کے خیالات یا تعصبات کے پردوں سے سچائی کا چہرہ چھپ جایا کرتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح جس طرح کہ چراغ کو روشن کرکے اس پر سونے چاندی کا برتن اوندھا کر دیا جاوے۔ تو چراغ کی روشنی چھپ جاتی ہے"

سید نا مسیحؑ نے اپنے شاگردوں سے کہا تھا کہ "چراغ اس لئے روشن نہیں کیا جاتا کہ اس کو مٹی کے برتن کے نیچے پوشیدہ کر دیا جاوے۔ بلکہ چراغ اس لئے جلایا جاتا ہے تاکہ اس کو چراغدان پر رکھا جاوے جس سے تمام گھر منور ہو جاوے"

وید کہتا ہے کہ سچائی کے منہ پر سے اس قسم کے تعصبات کے پردوں کو دور کرنے کے لئے۔ اے انسانو تم خدا سے ہر روز یہ دعا مانگا کرو کہ "اے نور مطلق! تو ہمارے دلوں پر سے ان حجابات کو دور کر دے اور جو سچی حقیقت ہے اس کو تو ہم پر کھول دے" بلکہ بعض شاستروں میں تو یہاں تک لکھا ہے کہ ستیم بلم ہما بلم یعنی صداقت ہی طاقت ہے۔ اور صداقت سے بڑی طاقت دنیا میں کوئی نہیں ہے یہ بھی لکھا ہے کہ ہمیشہ سچ کی فتح ہوتی ہے۔ جھوٹ کی فتح نہیں ہو سکتی۔ صداقت کے ذریعہ ہی عالموں فاضلوں نے صراط مستقیم پر قدم مارا ہے وہ کبھی بھی صداقت سے ادھر ادھر نہیں ہوئے"

ایک فاضل نے تو یہاں تک لکھا ہے "دنیادار خواہ تمہاری تعریف کریں۔ یا برا بھلا کہیں۔ خواہ

تمہیں آج ہی موت آجائے۔ خواہ ہزار سال کے بعد مرنا ہو۔ خواہ تمہیں بے شمار دولت مل جائے خواہ تم کنگال ہو جاؤ۔ مگر کسی صورت میں بھی صراط مستقیم سے اپنے قدموں کو ڈگمگانے مت دو۔ خدا کا دوسرا بندہ یہ کہتا ہے "صداقت سے بڑھکر دنیا میں کوئی مذہب نہیں۔ اور جھوٹ سے بدتر دنیا میں کوئی گناہ نہیں"!

ہندو مذہب کی یہ زبردست تعلیم ہر صداقت پسند کی خاص توجہ کے لایق ہے۔ اور ہم متمنی اور متوقع ہیں کہ آیندہ ابواب کو ہر قسم کے تعصبات سے خالی الذہن ہو کر وسیع النظری اور کشادہ دلی سے مطالعہ کیا جائیگا۔

وجاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا (باقی آیندہ)

انجیل میں تحریف

(از جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع ایبٹ آبادی)

خدا کے کلام میں ایک نقطہ کا بھی رد و بدل کرنا کفر ہے۔ انسان کو کوئی حق نہیں کہ وہ خدا کے کلام میں کاٹ چھانٹ کرے۔ اور الہامی کلمات میں تحریف سے کام لے مگر افسوس کہ اہل کتاب میں یہ مرض متعدی ہو کر پھیلا ہے۔ اور انہوں نے انجیل و توریت وغیرہ اس لایق نہیں رہیں کہ انہیں خدا کا کلام کہا جائے۔ اہل کتاب میں یہ پلید مرض آج کا نہیں کل کا نہیں بلکہ بہت پرانا ہے۔ اور ہر زمانہ میں یہ مرض پورے زوروں پر پھیلتا رہا چنانچہ تیرہ سو سال سے تو قرآن شریف اہل کتاب کی اس خفیہ اور گہری چال کا ڈھنڈورہ پیٹ رہا ہے نہ معلوم اس سے پہلے کب سے یہ خدائی چور تحریفی قینچیوں سے کلام ربانی کو کتر رہے ہیں۔

اہل کتاب کے اس سربستہ راز کا انکشاف قرآن شریف نے بدیں الفاظ کیا ہے۔

فویل للذین یکتبون الکتاب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللّٰہ یعنی ہلاکت ہے واسطے ان لوگوں کے کہ کتابوں کو اپنے ہاتھ سے لکھکر کہتے ہیں۔ کہ یہ خدا کی طرف سے ہے۔ پھر فرمایا یحرفون الکلم عن مواضعہ یعنی بدل ڈالتے ہیں کلام کو اس کی جگہ سے۔

پس قرآن شریف کے اس دعوے کو ثابت کرنے کے لیے کہ اہل کتاب کلام الہٰی میں تحریف کرتے ہیں ہم ذیل میں ایک نقشہ درج کرتے ہیں جس سے ناظرین کرام کو بخوبی معلوم ہو جائیگا کہ پادری صاحبان آئے دن انجیل مقدس سے کس قدر آیتوں کو ڈسچارج کرتے رہتے ہیں۔ اور کلام مقدس کی آیتوں کو اس طرح ہضم کر جاتے ہیں۔ کہ کیا مجال ڈکار بھی آئے۔

ناظرین کرام کو واضح ہو کہ ۱۸۹۲ء میں پنجاب بائبل سوسائٹی کی طرف سے لودہانہ مشن پریس سے باہتمام مسٹر ایم وایلی منیجر انجیل مقدس کو چھپوا کر پادریوں نے ہندوستان میں اس کی اشاعت کی اس کے بعد فروری ۱۹۱۴ء میں برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی لاہور کی طرف سے نئی انجیلیں چھپوا کر شائع کی گئیں بائیس سال کے بعد جو انجیل شائع کی گئی اس میں اور ۱۸۹۲ء والی انجیل میں زمین و آسمان کا فرق ہے خدا کا خوف بالائے طاق رکھتے ہوئے ۱۹۱۴ء والی انجیل میں بہت سی جگہ تحریف کی گئی۔ بائیس سال کے قلیل عرصہ میں پادری صاحبان نے انجیل مقدس میں اس قدر تحریف کر دی۔ تو جہاں قریباً دو ہزار سال گذر گئے ہوں۔ وہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس عرصہ دراز میں پوری انجیل کو انہوں نے الٹ پلٹ کر اپنے مطلب کا بنالیا ہے۔

نقشہ یہ ہے

۱۸۹۲ء والی انجیل	۱۹۱۴ء والی انجیل
متی باب ۱۷۔ آیت ۲۱ (۱) اگر اس طرح کے دیو بغیر دعا اور روزہ کے نہیں نکالے جاتے۔	متی باب ۱۷۔ آیت ۲۱ (۱) .... (نوٹ) اس انجیل میں یہ آیت کی آیت ہی گم ہے۔
متی باب ۱۸۔ آیت ۱۱ (۲) کیونکہ ابن آدم آیا کہ کھوئے ہوؤں کو ڈھونڈ کے بچائے۔	متی باب ۱۸۔ آیت ۱۱ (۲) .... (نوٹ) اس انجیل میں یہ آیت ہی ثابت کی ثابت غائب ہے۔
متی باب ۱۹۔ آیت ۱۶ و ۱۷ (۳) اور دیکھو ایک نے آکے اس سے کہا۔ اے نیک استاد میں کونسا نیک کام کروں کہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں۔ اس نے اس سے کہا کہ تو مجھے کیوں نیک کہتا ہے نیک تو کوئی نہیں مگر ایک یعنی خدا اگر زندگی میں داخل ہوا چاہے تو حکموں پر عمل کر	متی باب ۱۹۔ آیت ۱۶ و ۱۷ (۳) اور دیکھو کہ ایک شخص نے پاس آکر اس سے کہا اے نیک استاد میں کونسی نیکی کروں تاکہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں اس نے اس سے کہا کہ تو مجھ سے نیکی کی بابت کیوں پوچھتا ہے۔ نیک تو ایک ہی ہے لیکن اگر تو زندگی میں داخل ہونا چاہتا ہے تو حکموں پر عمل کر ؎۱
متی باب ۲۳ آیت ۱۴ (۴) اے ریاکار فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس کہ بیواؤں کے گھر نگل جاتے	متی باب ۲۳۔ آیت ۱۴ (۴) .. .. (نوٹ) اس انجیل میں یہ پوری آیت غائب ہے۔

؎۱ (نوٹ) ۱۸۹۲ء والی انجیل میں لکھا ہے "اے نیک استاد" مگر ۱۹۱۴ء والی انجیل میں صرف "اے استاد" لکھا ہے۔ لفظ "نیک" اڑا دیا گیا ہے۔ (۲) ۱۸۹۲ء والی انجیل میں لکھا ہے "تو مجھے کیوں نیک کہتا ہے" مگر ۱۹۱۴ء والی انجیل میں لکھا ہے "تو مجھ سے نیکی کی بابت کیوں پوچھتا ہے" ہر دو فقروں کے نفس مضمون میں زمین و آسمان کا فرق ہے (۳) ۱۸۹۲ء والی انجیل میں لکھا ہے "نیک تو کوئی نہیں۔ مگر ایک یعنی خدا" مگر ۱۹۱۴ء والی انجیل میں لکھا ہے "نیک تو ایک ہی ہے" یہاں سے فقرہ "یعنی خدا" کو نکال دیا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سنہ ۱۹۲۲ء	سنہ ۱۹۱۴ء
اور مکر سے لمبی چوڑی نماز پڑھتے ہو۔ اس سبب سے تم زیادہ تر سزا پاؤ گے	
مرقس باب ۷۔ آیت ۱۶ (۵) کسی کے کان سننے کے ہوں تو سنے	مرقس باب ۷۔ آیت ۱۶ (۵) .. .. (نوٹ) اس انجیل میں یہ آیت بھی غائب ہے۔
مرقس باب ۹۔ آیت ۲۹ (۶) اس نے انہیں کہا کہ یہ جنس سوا دعا اور روزہ کے کسی اور طرح سے نکل نہیں سکتی۔	مرقس باب ۹۔ آیت ۲۹ (۶) اس نے ان سے کہا کہ یہ قسم دعا کے سوا کسی اور طرح نہیں نکل سکتی۔ (نوٹ) اس انجیل میں لفظ "روزہ" اڑا دیا گیا ہے۔
مرقس باب ۹۔ آیت ۴۴، ۴۶ تا ۴۹ (۷) جہاں ان کا کیڑا نہیں مرتا اور آگ نہیں بجھتی	مرقس باب ۹۔ آیت ۴۴، ۴۶ تا ۴۹ (۷) .. .. ۱؎

۱؎ (نوٹ) اس انجیل میں یہ آیت بالکل غائب ہے۔ یہ آیت یعنی "جہاں ان کا کیڑا نہیں مرتا اور آگ نہیں بجھتی"۔ تین دفعہ آیا ہے۔ سنہ ۱۹۲۲ء والی انجیل میں یہ فقرہ پہلی دفعہ آیت ۴۴ میں آیا۔ دوسری دفعہ آیت ۴۶ میں تیسری دفعہ آیت ۴۸ میں مگر سنہ ۱۹۱۴ء والی انجیل میں صرف ایک دفعہ آیت ۴۸ میں آیا ہے۔ دو پوری آیتیں یعنی ۴۴ و ۴۶ میں غائب ہیں۔

سنہ ۱۹۲۲ء	سنہ ۱۹۱۴ء
مرقس باب ۱۵۔ آیت ۲۸ (۸) تب وہ نوشتہ اس مضمون کا کہ وہ بدکاروں میں گنا گیا۔ پورا ہوا۔	مرقس باب ۱۵۔ آیت ۲۸ (۸) .. .. (نوٹ) اس انجیل میں یہ آیت بھی غائب ہے۔
متی باب ۲۷۔ آیت ۳۵، ۳۶ (۹) اور اسے صلیب پر کھینچ کر اس کے کپڑوں پر چٹھی ڈال کر انہیں بانٹ لیا۔ تاکہ جو نبی نے کہا تھا پورا ہوا۔ کہ انہوں نے میرے لباس آپس میں بانٹ لئے اور میرے لباس پر چٹھی ڈالی۔ پھر وہاں بیٹھ کر اس کی نگہبانی کرنے لگے۔	متی باب ۲۷۔ آیت ۳۵ و ۳۶ اور انہوں نے اسے صلیب پر چڑھایا اور اس کے کپڑے قرعہ ڈال کر بانٹ لئے اور وہاں بیٹھ کر اس کی نگہبانی کرنے لگے۔ (نوٹ) اس انجیل میں "تاکہ جو نبی نے لکھا تھا۔ پورا ہوا کہ انہوں نے میرے لباس پر چٹھی ڈالی"۔ اڑا دیا گیا (درویش)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تائید دین کا وقت ہے

تمام احباب اور مخلصین جماعت کو اس امر کا علم ہے کہ ملکانہ قوم کی اصلاح اور اسلام کی طرف واپس لانے کے لئے ایک سال کے قریب سے ایک زبردست جدوجہد ہو رہی ہے۔ اور خدا تعالےٰ کے فضل سے دوسری تمام جماعتوں کی نسبت ہمیں زیادہ کامیابی ہوئی ہے۔ اور ہو رہی ہے۔ سینکڑوں دوست ہماری جماعت کے ان علاقوں میں تین تین ماہ کیلئے کام کر چکے ہیں۔ اور سینکڑوں جانے کے لئے تیار بیٹھے ہیں۔ ان سہ ماہی وار جانے والوں کے علاوہ ایک مستقل عملہ اس علاقہ میں رکھنا پڑتا ہے۔ جو کام کو ایک طرز پر جاری رکھ سکے۔ اور نئے آنے والوں کو پچھلوں کے کام اور ان کے علم سے واقف رکھ سکے اور ان کے کام کی نگرانی ہی کر سکے۔ اور یہ عملہ نگرانی و دیگر اخراجات تعلیم وغیرہ ایک کثیر رقم کا خرچ چاہتے ہیں۔ اس وقت تک تیس ہزار روپیہ سے زیادہ اس مد میں سو سو روپیہ دینے والے دوستوں کی ہمت سے جمع ہو چکا ہے۔ اور اس کا اکثر حصہ خرچ ہو چکا ہے۔ بہت ہی قلیل رقم باقی ہے۔ اور اب اخراجات کی تنگی کا سخت خوف ہے۔ حتیٰ کہ ڈر ہے کہ کام کو نقصان نہ پہونچے۔

احباب کو جلسہ سالانہ پر معلوم ہو چکا ہے۔ کہ ہم صرف ملکانہ قوم میں ہی تبلیغ نہیں کر رہے۔ بلکہ اسی ضمن میں بعض ہندو اقوام میں بھی زور سے تبلیغ جاری ہے اور ان میں اس تحریک کو کامیابی بھی حاصل ہو رہی ہے۔ ملک کے مختلف حصص میں بعض اقوام اہل ہنود اسلام لانے کیلئے تیار ہیں۔ اور بعض قومیں اسلام کو قبول کرنے ہی لگ پڑی ہیں جن میں سے بعض کا حال تو احباب کو معلوم ہوتا رہا ہے اور بعض کا حال ابھی مصلحتاً عام طور پر شائع نہیں کیا جاتا۔ اور یہ تبلیغ ہی بہت سے خرچ چاہتی ہے۔

میں نے اس وقت تک ان تبلیغی کوششوں میں حصہ لینے والے احباب کے لئے یہ شرط رکھی تھی۔ کہ وہ کم سے کم سو روپیہ دیں۔ تب اس فنڈ میں شامل ہو سکتے ہیں۔ اور اس وقت تک ایسے ہی لوگ اس میں چندہ دیتے رہے ہیں۔ جو سو روپیہ دے سکتے تھے۔ مگر چونکہ ایسے لوگ کم ہوتے ہیں۔ اب اس فنڈ کی آمد بہت محدود ہوتی جا رہی ہے۔ اور ضرورت ہے کہ اب اس دروازہ کو اور وسیع کر دیا جائے

ہماری جماعت کے احباب کے دلوں میں جو اخلاص اللہ تعالےٰ نے کوٹ کوٹ کر بھر دیا ہے۔ اس کو دیکھتے ہوئے اس امر کا اندازہ کرنا کچھ مشکل نہیں۔ کہ اس سو روپیہ کی شرط کی وجہ سے ہزاروں مخلصین کے دل زخمی تھے اور ان کے جوش اندر ہی اندر اُٹھ اُٹھ کر رہ جاتے تھے کیونکہ گو ان کے دل وسیع تھے لیکن ان کی جیبوں میں روپیہ نہ تھا۔ اس لئے وہ اس شرط کو پورا نہیں کر سکتے تھے۔ میں جانتا ہوں کہ اگر یہ سو روپیہ کی شرط نہ ہوتی یا ان کے پاس روپیہ ہوتا تو ہزاروں مخلص ہماری جماعت کے ایسے ہیں جو چندہ دینے والوں کی صف اول میں کھڑے ہوتے اور کبھی بھی دوسروں سے پیچھے رہنے کو گوارا نہ کرتے مگر اللہ تعالیٰ ان کی مجبوریوں کو دیکھتا ہے۔ اور ہر ایک شخص جس کا دل چاہتا تھا نہیں بلکہ اپنی مجبوری کو دیکھ کر اندر ہی اندر خون ہو رہا تھا۔ لیکن صرف مجبوری کی وجہ سے اب تک اس تحریک میں حصہ نہیں لے سکا۔ وہ خدا کے حضور میں ویسا ہی ہے جیسا کہ وہ جس نے بوجہ مقدرت کے سو روپیہ دینے والوں کی جماعت میں شمولیت اختیار کی۔ اللہ تعالےٰ کے خزانہ میں ثواب اور مدارج

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی کمی نہیں وہ ان مخلصین کو جنہوں نے اپنی مقدرت سے فائدہ اٹھایا۔ اور دین کی خدمت کی۔ ان کے کام کا پورا بدلہ دیگا۔ اور ان کو بھی جن کے دل چاہتے تھے۔ لیکن عدم استطاعت کی بیڑیاں ان کے پاؤں میں تھیں۔ انہی کے سے بدلے دیگا۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ہماری جماعت کے سو روپیہ دینے والے دوست اپنے بھائیوں کے اس مفت کے ثواب پر چڑینگے نہیں۔ بلکہ خوش ہوں گے اور میں اپنی طرف سے تو کہتا ہوں کہ ایسے دوست جتنے بھی زیادہ ہوں ان کا خیال اور نقشہ میرے دل کو خوشی سے بھر دیتا ہے۔

مگر اللہ تعالیٰ ان دوستوں کو صرف ثواب سے ہی حصہ دینا نہیں چاہتا۔ بلکہ وہ ان کے دل کی حسرت کو بھی دور کرنا چاہتا اور اس کی جگہ خوشی کی لہر پیدا کرنا چاہتا ہے۔ اور شاید یہی وجہ ہے۔ کہ ملکانہ تحریک اس قدر لمبی ہو گئی ہے۔ کہ اب ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔ کہ تمام جماعت کو اس میں حصہ لینے کا موقع دیا جائے۔ اور تمام بھائیوں کو اس خدمت میں شریک کر لیا جائے۔ اور اگر میں احمدیوں کے دلی خیالات کے پڑھنے میں غلطی نہیں کرتا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ میں اس اعلان کے ذریعہ سے ان کو ایک بہت بڑی خوشخبری سنا رہا ہوں۔ جس کے لئے وہ مدت سے چشم براہ تھے۔

علاوہ ملکانہ تحریک اور ہندوؤں میں تبلیغ کی تحریک کے جرمن مشن۔ بخارا مشن۔ اچھوت قوموں میں تبلیغ اور ان کی تعلیم کے اخراجات ایسے ہیں جو معمولی چندوں سے پورے نہیں ہو سکتے۔ اور ان کے لئے بھی خاص چندہ کی ضرورت ہے۔ اسی طرح اس سال جلسہ گاہ کی تیاری۔ مہمانخانہ کی وسعت اور افریقہ کی جماعت کو جو اب بیس ہزار کے قریب پہنچ گئی ہے تین ہزار کے قریب روپیہ بطور امداد دینا ضروری ہے۔ تاکہ وہ سکول اور لیکچر گاہ تیار کریں۔ ایک قیمتی زمین سرکار کی طرف سے مفت ملی ہے۔ اور بہت سا روپیہ وہ خود جمع کریں گے۔ تالیف قلب کے لئے اور ہندوستانی بھائیوں کی ہمدردی کے اظہار اور تعلقات کی مضبوطی کے لئے ان کو تین ہزار روپیہ مرکز کی طرف سے دیا جائے گا۔ مولوی عبید اللہ صاحب مرحوم کے پس ماندگان کی واپسی کا سوال بھی درپیش ہے۔ ان تمام ضرورتوں کے لئے چالیس ہزار کے قریب روپیہ کی علاوہ ماہواری چندوں کے ضرورت ہے۔ اور میں جانتا ہوں کہ ہماری جماعت کے مخلصین اس رقم کو بآسانی پورا کر سکتے ہیں۔

میں جانتا ہوں کہ ہماری جماعت غریب ہے لیکن مال خرچ کرنے میں آسانی مال کی زیادتی سے نہیں ہوتی بلکہ دل کی وسعت سے ہوتی ہے۔ اور یہ وسعت خدا تعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعت کو حاصل ہے۔

چونکہ میرا دل چاہتا ہے کہ تمام احباب اس تحریک میں یکساں حصہ لیں۔ اس لئے میں نے اس رقم کے جمع کرنے کے لئے ایک تجویز کی ہے۔ اور میں یقین کرتا ہوں کہ اس تحریک پر عمل کر کے ہماری جماعت کے دوست اس رقم کو بہت جلد پورا کر سکتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ تمام احمدی علاوہ ماہوار چندوں کے اپنی ماہوار آمد کا ایک تہائی حصہ اس سال ان ضروریات کو پورا کرنے کے لئے یکمشت دیدیں۔ ان علاقوں میں جہاں مربعے ہیں یہ انتظام کیا جائے کہ ہر زمیندار علاوہ اپنے مقررہ چندہ کے فی مربعہ ۲۵ روپیہ اس تحریک میں دے۔ اور کل زمیندار اپنے حصہ کی رقم کو دو فصلوں پر بھی ادا کر سکتے ہیں۔ جو لوگ ماہوار آمدنی رکھتے ہیں۔ وہ بھی ایک مہینہ سے لیکر تین مہینے تک اپنے حصہ کی رقم پوری کر سکتے ہیں۔

جو لوگ سو روپیہ پہلے دے چکے ہیں میں ان کو بھی اس تحریک سے مستثنیٰ نہیں کرتا۔ کیونکہ اول تو اس تحریک میں علاوہ ملکانہ فنڈ کے اور تحریکیں بھی شامل ہیں۔ اور دوسرے جن کو خدا نے زیادہ وسعت دی ہو۔ ان پر حق ہے کہ کسی موقع کو ہاتھ سے جانے نہ دیں۔

میں امید کرتا ہوں۔ کہ تمام جماعتوں کے امیر اور سیکرٹری اس تحریک کے پہنچتے ہی اپنے علاقہ کے احمدیوں سے پوری طرح اس تحریک میں حصہ لینے کی تحریک کرینگے۔ اور اس امر کو دیکھینگے کہ کوئی احمدی اس تحریک سے باہر نہیں رہتا۔ کیونکہ یہ رقم تبھی پوری ہو سکے گی۔ جبکہ پوری طرح اس تجویز پر عمل کیا جائے اور چاہئیے کہ سوائے زمینداروں کے جن کے لئے فصلوں کا انتظار کیا جا سکتا ہے۔ باقی سب دوست تین ماہ کے اندر اس تحریک کے مطابق اپنے حصہ کو ادا کر کے ثواب دارین کو حاصل کریں۔ اور ان مشکلات کے دور کرنے میں حصہ لیں۔ جو دوسری صورت میں پیدا ہو سکتی ہیں۔

اے عزیزو! ایسا نہ ہو کہ تم میں سے کوئی کہہ بیٹھے کہ چندہ ہا چندہ! ہر وقت چندہ! ہم کہاں تک چندے دیتے جائیں۔ کیونکہ یہ چندہ میں اپنے نفس کے لئے تم سے نہیں مانگتا۔ بلکہ میں یہ چندہ خود تمہارے لئے ہی مانگتا ہوں۔ تاکہ یہ رقم تمہارے لئے خدا کے خزانہ میں جمع رہے۔ اور بڑھے اور بڑھے اور تمہاری اس زندگی میں کام آئے۔ جو نہ ختم ہونے والی ہے۔ اور جس زندگی میں کہ صرف اسی دنیا کے اعمال اور اسی دنیا میں جمع کیا ہوا روپیہ کام آتا ہے۔ دشمن اعتراض کیا کرتے ہیں۔ کہ مسیح موعود علیہ السلام نے لوگوں سے روپیہ بٹورنے کے لئے یہ سب انتظام کیا ہے اور یہ کہ انہوں نے اپنی اولاد کے لئے ایک جائداد چھوڑی ہے۔ مگر آپ لوگ جانتے ہیں کہ نہ مسیح موعودؑ کبھی کے روپیہ کے محتاج تھے۔ اور نہ سلسلہ کے اموال آپ کے خلفاء کی یا آپ کی اولاد کی جائداد بنے۔ وہ خدا کے لئے جمع کئے جاتے ہیں۔ اور خدا کے لئے خرچ ہوتے ہیں۔ کون ہے جو کہہ سکے کہ میں نے کبھی ایک پیسہ بھی اپنے لئے اس سے طلب کیا یا یہ کہ سلسلہ کے اموال میں سے ایک حبہ بھی کبھی میں نے اپنا قرار دیا۔ اور اسے اپنے پر خرچ کیا۔ میں تو اس قدر محتاط ہوں کہ بعض لوگ اگر مجھ سے دریافت کریں کہ ہم آپ کے لئے کوئی تحفہ بھیجنا چاہتے ہیں۔

کیا چیز بھیجیں۔ تو میں ان کو یا جواب ہی نہیں دیتا یا یہ کہہ دیتا ہوں۔ کہ میں پیدائش سے لیکر آجتک سوال کرنے سے بچا رہا ہوں اور اب بھی سوال کیلئے خدا کے فضل سے تیار نہیں ہوں میں جانتا ہوں کہ جماعت کے مخلصین کو اور بھی زیادہ میری اس تحریر کو پڑھکر صدمہ اور افسوس ہوگا کیونکہ گو میں ان سے کچھ طلب نہیں کرتا۔ اور ان کے مال انہی کے فائدہ کیلئے خرچ کرتا ہوں۔ مگر وہ اپنے اخلاص کیوجہ سے اپنے اقرار بیعت کو مدنظر رکھکر اپنی ہر ایک چیز میری ہی سمجھتے ہیں۔ لیکن ہر جماعت میں ایک حصہ کمزور لوگوں کا بھی ہوتا ہے جو شیطانی تحریکوں کو قبول کرنے کیلئے تیار رہتا ہے۔ پس ان لوگوں کے وسوسوں کا دور کرنا بھی میرا فرض ہے۔ اور انہی کو مدنظر رکھکر میں نے یہ باتیں لکھی ہیں۔

اے عزیزو! فتح کا زمانہ آ گیا۔ کامیابی دروازے پر ہے خوشی کی گھڑیاں ناچتی ہوئی چلی آتی ہیں اور تمہارے قدموں کے چومنے کی مشتاق ہیں۔ وہ دن قریب ہیں جب فوج در فوج لوگ اسلام اور احمدیت کو قبول کریں پس اس زمانہ کی مناسبت سے اپنی قربانیوں کو بھی بڑھا دو۔ کہ لوگ روزمرہ کی نسبت شادیوں کے موقع پر زیادہ خرچ کرتے ہیں۔ اب تک تمہاری قربانیاں ایسی تھیں جیسے کہ انسان روزمرہ کے خرچ برداشت کرتا ہے۔ اب عید کا دن آنیوالا ہے اس کا باریک ہلال مجھے نظر آ رہا ہے۔ اے کاش ہم جس طرح رمضان میں ثابت قدم رہے اس سے بڑھکر عید کے دن ہمیں صراط مستقیم پر رہنے کی توفیق ملے ہم مسلمان ہیں اور ہمارے دن چاند کے حساب پر ہیں۔ پس دن خواہ عید کا ہی ہو۔ اس سے پہلے رات آنی ضروری ہے۔ میں نے کہا ہے کہ عید کا چاند نظر آ رہا ہے۔ مگر اے عزیزو! پیشتر اس کے کہ دن چڑھے عید کی رات کا ختم ہونا ضروری ہے۔ پس دعا کرو کہ اس رات کے بعد دن کا دیکھنا ہمیں نصیب ہو۔ اور یہ رات ہمارے لئے بابرکت ثابت ہو۔ یہ فتح کی ابتدائی گھڑیاں سخت قربانی کی گھڑیاں ہونگی۔ مگر یہ رات ایک خالص خوشی کا دن چڑھائیگی۔ اور یہ اندھیرا ایک روشن سورج پیدا کریگا اور ہر ایک جو اسلام کی عظمت کا خیال لیکر اس رات میں بیٹھے گا وہ اسلام کی فتح کا جھنڈا ایک دن کو کھڑا ہوا دیکھے گا مبارک ہو وہ جو آخر تک مستقل رہیں۔ اور کامیابی کا منہ دیکھیں۔ اور خدا کرے کہ سب احمدی ایسے ہی ثابت ہوں وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین خاکسار مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی (۱۸؍فروری ۱۹۲۴ء)

حضور نظام اور صوبہ برار

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کسی وفادار دوست کی پہچان تنگی اور زمانہ عسر میں دیکھی جاتی ہے ایران کے فلسفی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

دوست آں باشد کہ گیرد دست دوست
در پریشاں حالی و در ماندگی

یعنی دوست وہ جو مشکل میں کام آئے اس مسلمہ اصول کے مطابق حضور نظام ہر ایک وقت میں برٹش گورنمنٹ کے لئے بہترین وفادار دوست ثابت ہوئے ہیں۔ گذشتہ عظیم جنگ میں حضور نظام نے ہندوستان کے کل والیان ریاست کی نسبت کیا فوجی اور کیا مالی پہلو سے زیادہ حصہ لیا ہے اور وزیر ہند کئی بار اس کا اعتراف کر چکے ہیں۔ اور جب تک جنگ جاری رہا۔ حضور نظام کی از حد خواہش رہی کہ برٹش گورنمنٹ کو فتح ہو۔ اور جرمن کو شکست فاش ہو۔ چنانچہ اس کیلئے حضور نظام نے دوران جنگ میں اپنے خزانہ کا منہ کھول رکھا تھا اور کیا آدمیوں کے لحاظ سے اور کیا روپیہ کے لحاظ سے برٹش گورنمنٹ کی نہایت عظیم الشان مدد کی پھر سرکاری رپورٹ جس کا نام رولٹ کمیٹی کے باغیانہ رپورٹ" ہے وہ بتلا رہی ہے کہ حضور نظام نے اپنی وفاداری کا عمل اپنی حدود ریاست تک ہی محدود نہیں رکھا۔ بلکہ تمام ہندوستان میں اپنا اثر پہنچایا جیسا کہ اسمیں لکھا ہے۔ کہ حضور نظام کے اعلان سے مسلمان ہند باامن رہے۔ یہ کتنی بڑی خدمت ہے جو حضور نظام نے انگریزی سلطنت کی کی۔ اور یہ کوئی نئی بات نہیں ہے نظام گورنمنٹ ہر مشکل وقت میں برٹش گورنمنٹ کے آڑے آتی رہی ہے ۱۸۵۷ء کے غدر میں نظام گورنمنٹ نے برٹش گورنمنٹ کی خاص اعانت کی تھی جس کے لئے اس وقت

وائسرائے نے وزیر ہند کو یہ لکھا تھا۔

If the Nizam goes all is lost

یعنی اگر نظام چھوڑ دیتا تو سب کچھ گیا تھا۔ اگر نظام گورنمنٹ نے غدر کے وقت یہ شاندار مدد کی تھی تو اس حال کی جنگ میں بھی اعانت کے پہلو سے سب والیان ریاست سے حضور نظام کا پلڑا بھاری ہے۔ حضور نظام و برٹش گورنمنٹ کی خواہش کے مطابق دشمن کو شکست فاش اور برٹش گورنمنٹ کو بے نظیر فتح اور نصرت نصیب ہوئی اور حضور نظام کی طرف سے یہ سب کچھ کسی غرض اور لالچ کیلئے نہیں بلکہ دنیا ... کو قائم رکھنے کے لئے کیا گیا اور خدا نے اس نیکی کا یہ ثمرہ دیا کہ جس نے سب سے اول خرمن امن پر چنگاری پھینکی اسے یعنی جرمن کو شکست فاش نصیب ہوئی۔

صوبہ برار کی واپسی کے متعلق ہز اگزالٹڈ ہائینس حضرت نظام دکن نے ہز ایکسلنسی وائسرائے کو ایک نہایت دلچسپ خط لکھا ہے۔ ۱۸ ردسمبر ۱۹۰۲ء کے معاہدہ کی رو سے جناب میر محبوب علی خاں مرحوم نظام دکن نے صوبہ برار دوام کے لئے برٹش گورنمنٹ کو ۲۵ لاکھ روپے سالانہ پر لارڈ کرزن کے بے حد زور دینے پر اجارہ پر دیدیا تھا۔

ہز اگزالٹڈ ہائینس نظام دکن لکھتے ہیں۔ کہ میرے والد مرحوم کو برار کا اپنی سلطنت سے دوام کے لئے علیحدہ کرنا ہرگز منظور نہ تھا۔ لارڈ کرزن کے بے حد زور دینے پر جو اس وقت وائسرائے ہند تھے۔ اور اس بارہ میں خود حیدرآباد دکن گئے۔ مرحوم نظام نے یہ تجویز بادل ناخواستہ منظور کر لی۔ اگر نظام مرحوم خوشی سے ہی ایسا کرتے تب بھی ان کو یہ اختیار نہ تھا اس لئے کہ یہ کام قانون اساسی ریاست کے بموجب ان کے اختیار میں نہ تھا۔

اس لئے کہ ریاست ایک امانت ہے۔ اور اس وقت اس امانت کے امین نظام مرحوم اپنے وارثوں اور اپنے رعایا کی طرف سے تھے۔ امین امانت کو منتقل کب کر سکتا ہے۔ برٹش گورنمنٹ نے ریاست میسور کو

بھی پچاس سال کے بعد اس کے جائز وارث کو واپس کر دیا تھا۔ اور یہ کام مارکوئیس ریپن (جو اس وقت وائسرائے ہند تھے) کا سب سے زیادہ تدبر اور عقلمندی کا کام سمجھا گیا۔

سنہ ۱۹۰۲ء کے معاہدہ میں میری ریاست کی طرف سے برٹش گورنمنٹ کو جس قدر روپیہ دینا باقی تھا۔ اس کا بار بار تذکرہ آتا ہے۔ صوبہ برار کی واپسی پر اس مالی سوال کا اثر نہیں پڑنا چاہئے۔ اس تمام مسئلہ میں میری یہ رائے ہے کہ مالی فائدہ یا روپے کے سوال کا تذکرہ ہی فضول ہے۔ بلکہ میں تو حق اور انصاف چاہتا ہوں۔ میری طرف جتنی بقایا نکلے میں دینے کو تیار ہوں یا گورنمنٹ آف انڈیا کی طرف میری بقایا ہو۔ تو وہ دیدے۔ اس بارے میں کوئی خاص زور نہیں دیتا۔ البتہ میں حق اور انصاف سے اس مسئلہ کا فیصلہ کرنا چاہتا ہوں۔ برٹش گورنمنٹ کو پائدار بنانے میں میرے مورثوں اور میں نے جس قدر امداد دی۔ وہ میں اس خط میں بیان کرنا نہیں چاہتا۔ یہ تو تاریخی باتیں ہیں اور نہ میں ان کا کوئی صلہ یا انعام چاہتا ہوں میں تو اپنے حق کا طالب ہوں۔ اور ہز میجسٹی کی گورنمنٹ سے انصاف چاہتا ہوں۔

برٹش انڈیا میں موجودہ پولیٹیکل اور انتظامی تبدیلیوں سے صوبہ برار کی حالت پر بہت بڑا اثر پڑا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ برار کی آمدنی غیر براریوں پر صرف نہیں ہوتی۔ بلکہ بہت سے انتظامی معاملات میں میری رعایائے برار باہر کے لوگوں کے ماتحت کر دی گئی ہے مثلاً مجھکو اطلاع ملی ہے کہ سی پی لیجسلیٹو کونسل میں برار کے ممبروں کی تعداد بہت کم ہے۔ اس لیئے وہ غیر براری ممبروں کی اکثریت کے ماتحت ہو گئے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اگر یہ صوبہ مجھکو واپس مل گیا تو اہل برار کو ایسے حقوق دیدونگا کہ جس سے وہ انتظام ملک برٹش رعایا کے مانند اپنے ہی ہاتھوں میں رکھیں۔ میں ان کو ذمہ دار گورنمنٹ عطا کر دوں گا۔ اور میں اپنا ایک قائم مقام گورنر مقرر کر کے صوبہ برار میں بھیجا کروں گا۔ وہ انتظام کی نگرانی رکھا کریگا۔ مگر جن معاملات کا

[illegible]

ضروری اطلاع

جن دوستوں نے امانت میں رکھوا کر دی۔ پی واپس کیئے ہیں میں حسن ظنی سے کام لیتا ہوں کہ ان کی نیت دی پی وصول کرنے کی ہوگی۔ مگر کسی مجبوری کی وجہ سے دی پی واپس ہوا۔ اس لیئے ان کے اسماء معہ نمبر خریداری درج ذیل ہیں ان کے نام یکم اپریل کو دی پی ہونگے۔ اگر کسی دوست کو دی پی وصول کرنے میں کچھ عذر ہو تو وہ ۲۷ مارچ سنہ ۱۹۲۳ء سے قبل اطلاع دیدیں۔ ورنہ دی پی وصول کرنا ان کا اخلاقی فرض ہوگا۔ اگر اب بھی ان دوستوں میں سے کسی کا دی پی واپس ہوگا تو پھر مجبوراً ان کا پرچہ بند کیا جائے گا۔

نمبر ۲۹۴	چوہدری عبد الحکیم صاحب	۴؍
نمبر ۱۰۰	مولوی غلام حسن صاحب	۴؍
نمبر ۱۶	جناب محمد موسیٰ رضا صاحب	ھ؍
نمبر ۹۵	شیخ منظور علی صاحب	۴؍
نمبر ۲۲۵	شیخ حیات محمد صاحب	۴؍
نمبر ۲۸۱	بابو عبد العزیز صاحب	۴؍
نمبر ۲۶۳	سردار محمد عبد اللہ خانصاحب	عـــہ
نمبر ۵۹	منشی محمد یوسف صاحب	۴؍
نمبر ۳۷۲	مولوی غلام علی صاحب مدرس	۴؍
نمبر ۳۹۲	حکیم محمد عمر خاں صاحب	۴؍
نمبر ۱۶۰	بابو سراج الدین صاحب	ھ؍
نمبر ۱۵۷	جناب سراج الدین صاحب	۴؍
نمبر ۲۲۴	ملک عبد الغنی صاحب	۴؍
نمبر ۶۲	شیخ محمد یوسف صاحب	۴؍
نمبر ۱۶	ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب	۴؍
نمبر ۱۳۲	شیخ مشتاق حسین صاحب	ھ؍
نمبر ۲۳۶	خاں صاحب منشی فرزند علی صاحب	۴؍

رحمۃ اللعالمین کا ایک ہندو مداح

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فضیلت وہ ہے جسکو دشمن بھی تسلیم کرے!

تمام دنیا کے مذہبی رہنماؤں میں یہ فضیلت اور خصوصیت حضرت پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) کو حاصل ہے۔ کہ اغیار بھی آپ کی شان رحمۃ اللعالمین کو تسلیم کرتے ہیں۔ صرف انتہا درجہ کے متعصب اور شقی القلب لوگ ہی آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خصائل سے انکار کرتے ہیں۔ اگرچہ ان میں سے بھی اکثر آپ کی فضیلت اور بزرگی کو دل سے مانتے ہیں۔

ایک معزز ہندو (مسٹر این ایم چٹرجی) جس نے عربی زبان میں امتحان ایم۔ اے پاس کیا۔ اور قرآن کریم اور احادیث کا بنظر غائر مطالعہ کیا ہے۔ حضور سرور کائنات کی تعریف میں تر زبان ہے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ "یہ امر نہایت ہی مطبوع و دل پسند ہے۔ کہ مسلمانوں کے گرم مقالات اور ان کے منطقیانہ تحریکات سے اپنی توجہ کو ہٹا کر اسلام کے عظیم الشان بانی کی سادہ ملاقات اور شدید الاثر صداقت کی طرف اپنا رخ پھیر لیا جائے۔ آپ نے فرمایا ہے۔ کہ حیا اور شرم ایمان کی دو شاخیں ہیں اور لغو گوئی اور زینت کاری نمود منافقت کے دو شعبے ہیں"۔

یہ بات قابل افسوس ہے۔ کہ بہت ہی کم مسلمان ایسے ہیں۔ جو اپنی مذہبی کتب کو اس زبان میں پڑھ سکتے ہیں۔ جس میں وہ لکھی گئی ہیں۔ عام طور پر پارسا مسلمان قرآن کریم کو اس طرح تلاوت کرتے ہیں۔ جس طرح اگیانی ہندو والمیکی جی کی رامائن پڑھتے ہیں۔ وہ محض ثواب کے لئے پڑھتے ہیں۔ وہ اس روح کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔ جو ان اقوال میں مضمر ہے۔ جو آنحضرت صلعم کے دہان وحدت ترجمان سے صدور پذیر ہوئے۔ میں پہلا ہندو ہوں کہ جس نے عربی میں ایم۔ اے کی ڈگری حاصل کی ہے۔ اس لحاظ سے مجھے یہ خوش قسمتی میسر ہے۔ کہ میں آنحضرت صلعم

کے اقوال و احوال اور اعمال سے سچے طور پر واقف ہوں اور انکی واقعی ہستی اور حیات کی نسبت صحیح علم حاصل کر دل میں آنحضرت ؐ کی سیرت کا بدرجہ غایت مدحت سرا ہوں اور میری تمنا ہے کہ آنحضرت ؐ کے تابعدار بھی اسی حیا اور اسی حلم و تحمل سے مامور ہو جائیں جنکی وجہ سے آنحضرت ؐ اپنی زندگی میں ممتاز تھے۔ آپ کا ارشاد ہے۔ "خدا کے بہترین بندے وہ ہیں جنکی جب زیارت کیجاتی ہے تو خدا کی یاد آجاتی ہے۔ اور بدترین خلایق وہ لوگ ہیں جو اس قسم کی داستانیں پھیلاتے رہتے ہیں جنکا مقصد فساد آرائی ہوتا ہے۔ اور جو رفقا و احباب کو ایکدوسرے سے الگ کرتے رہتے ہیں۔ اور ہمیشہ اس دوڑ دھوپ میں رہتے ہیں۔ کہ اچھوں کے نقائص نکالتے رہیں"

تمام خصائل سے بڑھکر اس خصوصیت میں آپ نمایاں شان رکھتے تھے۔ کہ آپ کو سچائی کا عشق تھا۔ ظاہری ٹیپ ٹاپ اور نمایشی قوت کو آپ مجروح سمجھتے تھے۔

آنحضرت ؐ نے ایک مرتبہ اپنے اصحاب سے استفسار فرمایا "تم جانتے ہو۔ کہ قیامت کے دن حکومت الٰہیہ کے ظل ہمایونی میں سب سے پہلے کون کھڑا ہوگا؟" اصحاب نے عرض کیا کہ "اللہ اور اسکا رسول بہتر جانتا ہے"۔ آپ نے فرمایا۔ "وہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان کو سچائی دی جاتی ہے تو وہ اسکی تائید کرتے ہیں۔ اور جب انہیں سچائی کیلئے کہا جاتا ہے۔ وہ صداقت کا اظہار کرتے ہیں۔ اور اپنے لوگوں کیلئے اس چیز کے متمنی ہوتے ہیں جس چیز کی تمنا وہ اپنے لئے کرتے ہیں"

عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا راوی ہیں کہ ایک شخص نے شہنشاہ کونین کی خدمت میں حاضر ہونا چاہا۔ اور اجازت طلب کی۔ آپ نے فرمایا کہ "وہ آجائے" لیکن یہ بھی فرمایا "گو وہ برا آدمی ہے" جب وہ آیا۔ اور بیٹھ گیا۔ آنحضرت ؐ اس سے خندہ پیشانی کیساتھ ملے۔ جب وہ چلا گیا حضرت عائیشہ صدیقہ رضؓ نے عرض کیا۔ کہ اے رسول رب العالمین! آپنے اس شخص کی عدم موجودگی میں یہ کہا۔ کہ یہ شخص ایسا ہے۔ ویسا ہے لیکن آپ نے اس کی موجودگی میں اظہار مسرت کیا۔ تقدس مآب نے فرمایا۔ "اے عائیشہ رضؓ! تو نے مجھے کب دیکھا ہے کہ میں کسی کے ساتھ درشت کلامی سے پیش آیا ہوں"

میں آنحضرت ؐ کے جاں نثاروں کو آپ کی اس حکیمانہ نصیحت کی طرف رغبت دلاتا ہوں "اپنی زبانوں کو بری بات کے کہنے سے بچاؤ۔ اپنے گھر میں بیٹھکر اپنے آپ کو خدا کی عبادت میں مصروف رکھو۔ اپنے معاصی و جرائم پر اشک ریزی کرو"

مندرجہ ذیل حقیقت ان اعلیٰ ترین حقایق میں سے ایک ہے جو کبھی کبھی معرض گفتار میں آئے ہیں۔

"جب انسان صبح کے وقت اٹھتا ہے۔ اس وقت بلاشک و شبہ اس کے تمام اعضا اسکی زبان کے فرمانبردار ہوتے ہیں۔ اعضا زبان سے کہتے ہیں۔ خدا سے ڈر۔ اور ان حقوق کیلئے جو ہماری طرف سے تیرے ذمہ واجب الادا ہیں ناواجب کام کرنے سے پرہیز کر کیونکہ ہم تیرے فرمانبردار ہیں۔ اگر تو صراط المستقیم پر کھڑی رہی تو ہم بھی مستقیم رہینگے۔ اور اگر تو نے ٹیڑھا پن اختیار کر لیا تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے"

سچا ہندو مسلم میثاق (معاہدہ) اس راز میں مضمر ہے کہ ایک دوسرے کی کمزوریوں اور خوبیوں کو کرم النفسی کے ساتھ دیکھا جائے۔ وہ نیکی پسند مسلمان جو آنحضرت ؐ کی ہدایات پر عمل کرتا ہے وہ اپنے ہندو بھائی کے ساتھ دست رفاقت بڑھانے سے باز نہیں رہ سکتا۔ کیا رسالتمآب نے یہ نہیں فرمایا؟

"جو جھوٹ بولنا ترک کر دیگا۔ اس کیلئے نواح جنت میں اور جو عداوت و خصومت کو چھوڑ دیگا اس کیلئے مرکز جنت میں اور جو اچھے خلق سے کام لیگا۔ اس کے لئے جنت کے مقام اعلیٰ پر گھر بنایا جائیگا"

ان تمام اوصاف کیلئے آنحضرت ؐ کی عظیم الوقار مستحق عقیدت نورانی شخصیت ہم سے زمینہ و مقاماً و اوقاتاً بعید ہونے کے باوجود ہم پر ضیا ریزی فرما رہی ہے۔ یہ شخصیت عزت اور سادگی سے بھرپور بے خوف شجاعت سے مملو ہے

حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ فرماتی ہیں کہ میں نے آنحضرت ؐ کو کبھی بھی اس طرح سے ہنستے ہوئے نہیں دیکھا۔ کہ آپ ؐ کے دہان مبارک کا اندرونی حصہ دکھائی دے سکے آپ فقط تبسم فرمایا کرتے تھے۔

شہنشاہ کونین طلوع شمس سے پہلے اس مقام سے نہیں اٹھتے تھے۔ جس پر آپ صبح کی نماز ادا فرماتے تھے۔

ہندوستان میں اسلام کی اشاعت کیونکر ہوئی؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہمارے آریہ دوستوں کو تعجب ہے کہ ایک ہزار سال کے اندر ہندوستان میں جہاں ایک بھی کوئی مسلمان نہ تھا۔ سات کروڑ مسلمانوں کی تعداد کیونکر پیدا ہو گئی؟ لیکن کیا ان کو کبھی اسپر بھی تعجب آیا ہے کہ ہندوستان جہاں کبھی ویدک دھرم مطلق نہ تھا۔ ہندوستان قدیم کی کروڑوں پرانی قومیں کیونکر اس دھرم میں آگئیں۔ پھر بدھ مذہب نے اسی سرزمین میں ویدک دھرم کو کیونکر شکست دی۔ اور بعد ازیں ویدک دھرم نے بدھ مذہب کو آگ تلوار اور زبان سے کیونکر نیست و نابود کر دیا؟ یہ سب پرانی باتیں ہیں۔ ان کو جانے دیجئے۔ چند صدیاں پہلے یہاں ایک عیسائی بھی نہ تھا۔ مگر اب یہاں نصف کروڑ کے قریب عیسائی آبادی پیدا ہو گئی ہے۔ اور روز بروز پیدا ہوتی جا رہی ہے۔ یہ کیونکر؟

عیسائی مشنریوں نے تمام دنیا میں یہ پھیلا رکھا ہے۔ کہ مسلمانوں نے تلوار کے زور سے اپنا مذہب پھیلایا ہے۔ حالانکہ انہیں اچھی طرح معلوم ہے۔ کہ رومی سلاطین نے عیسائی مذہب کی اشاعت میں کیا کیا نہ کیا۔ اسپین، پرتگال، روس، ہولینڈ نے خصوصاً اور یورپ کی عام سلطنتوں نے اس کیلئے کیا کیا راہیں اختیار نہ کیں۔ اور خود ہندو راجا دھرم کی خاطر کیا کیا نہ کر گذرے۔ اسی طرح اگر بعض مسلمان بادشاہوں سے ایسی باتیں سرزد ہوئیں تو صرف وہی سرزنش اور ملامت کے مستحق کیوں ہیں؟

تمام دنیا کے مذاہب میں سے صرف اسلام ہی ایک مذہب ہے جس نے ایک فلسفہ دنیا میں ظاہر کیا ہے۔ کہ مذہب یقین کا نام ہے۔ اور یقین تلوار کی دھار اور نیزہ کی نوک سے پیدا نہیں کیا جا سکتا۔

لا اکراہ فی الدین   مذہب میں کوئی زبردستی نہیں۔
آنحضرت صلعم کو تنبیہ ہوتی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ اے پیغمبر! کیا تو لوگوں کو مجبور کریگا۔ کہ وہ ایمان والے ہو جائیں۔

خدا نے فرمایا پیغمبر کا کام جبر و اکراہ نہیں۔ بلکہ صرف دعوت اور تبلیغ ہے۔

لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ اے پیغمبر تو ان کا داروغہ حاکم بنا کر نہیں بھیجا گیا۔ اے پیغمبر تجھ پر صرف تبلیغ ہی فرض ہے قرآن نے یہ بھی بتا دیا ہے کہ اس کے مذہب کی تبلیغ دنیا میں کیونکر کی جائے۔

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ اپنے رب کے راستہ کی طرف لوگوں کو دانائی سے اور اچھی نصیحت سے بلا اور ان سے مناظرہ کر تو اس طریقہ سے جو بہترین ہے

اگر یہ سچ ہے۔ کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا تو کارلائل کے اس سوال کا کیا جواب ہے؟ کہ "اگر محمدؐ نے تیغ زن سپاہیوں کو کس تلوار سے مسلمان بنایا"؟ اس اصول کی بناء پر تو چاہیے تھا کہ ان ملکوں میں اسلام کا سایہ بھی نہ پڑتا۔ جہاں تلوار نے اس کا ساتھ نہ دیا۔ حالانکہ سب کو معلوم ہے کہ ملک حبش پر مسلمانوں نے اس احسان کے بدلہ میں کبھی تلوار نہیں اٹھائی۔ کہ اس نے ایک دفعہ اسلام کے ابتدائی سخت مصیبت کے ایام میں مسلمانوں کو اپنے ہاں پناہ دی۔ تاہم آج وہاں نصف آبادی مسلمان ہے۔ افریقہ کے ان خطوں میں جہاں مسلمان سپاہیوں کا گذر بھی نہیں ہوا تھا۔ وہاں حلقہ بگوشان اسلام کی اتنی بڑی تعداد کیونکر نظر آتی ہے۔ چین پر مسلمانوں نے فوج کشی نہیں کی۔ مگر تین چار کروڑ مسلمان وہاں کہاں سے آگئے؟ جزائر ملایا مسلمان سلاطین کی تاخت و تاراج سے ہمیشہ محفوظ رہے ہے۔ مگر آج وہاں چار کروڑ مسلمان کس طرح پیدا ہوگئے سیام۔ انام اور مشرق اقصیٰ کے دوسرے ملکوں اور جزائروں میں جہاں کبھی کسی مسلمان سپاہی کا قدم بھی نہیں پہونچا۔ اسلام کا قدم وہاں کیونکر پہونچ گیا؟ ترک تاتار نے تو خود مسلمانوں پر تلوار چلائی تھی ان پر تلوار کس نے چلائی اور انکو مسلمان بنایا؟

دوسرے ملکوں کو جانے دو خود ہندوستان کو دو یہاں اسلامی فتوحات کا سیلاب درہ خیبر سے ہوکر آیا اور پنجاب سے کبھی آسام تک پہونچ گیا۔ مگر درحقیقت ان کی قوت مرکز صوبہ آگرہ، دہلی، اودھ، بہار اور دکن رہا۔ مگر دیکھو کہ یہی وہ مقامات ہیں۔ جہاں آج بھی مسلمانوں کی تعداد سب سے زیادہ کم ہے۔ یعنی آٹھ سو برس کے بعد بھی وہاں ۱۵ فیصدی سے زیادہ نہ بڑھ سکے۔ برخلاف اس کے جہاں ان کا اقتدار حکومت زیادہ مضبوط نہ تھا۔ وہاں وہ حیرت خیز کثرت رکھتے ہیں بنگال، کشمیر، اور سندھ جیسے دور دست اطراف میں ان کی تعداد اپنے ہمسایوں سے ۸ موفق ہے۔

دکن پر مسلمانوں کا ہمیشہ قبضہ رہا۔ بہمنی سلطنت پوری قوت سے مسلط تھی۔ اس کے بعد پانچ اسلامی سلطنتیں معاصرانہ قائم ہوگئیں۔ اور اس وقت بھی دکن کے رقبہ پر ایک اسلامی سلطنت حکمران ہے۔ تاہم وہاں مسلمانوں کی تعداد سب سے زیادہ کم ہے۔

سب اہل تاریخ مانتے ہیں۔ کہ راجپوتانہ کی ریاستوں کو کلی طور سے کوئی مسلمان بادشاہ زیر نہ کر سکا۔ انگریزوں کے عہد تک وہاں کے ہندوؤں کے ہاتھوں میں مسلمان بادشاہوں کے مقابلہ کے لئے تلواریں تھیں۔ مگر بایں ہمہ وہاں کی کوئی ریاست آج ایسی نہیں۔ جہاں تھوڑے بہت مسلمان نہ ہوں۔ سیلون اور برما پر کبھی مسلمانوں نے قبضہ نہیں کیا۔ مگر وہاں مسلمانوں کی خاصی تعداد ہے۔ باقی آئندہ

موتیوں کا سرمہ

حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح اول کی طبی قابلیت کا لوہا اپنے دبیگانے سب مانتے ہیں آپ کا یہ مجرب سرمہ ہے جسمیں موتی و ممیرا وغیرہ قیمتی اشیاء پڑتی ہیں۔ اور کارخانہ نورنے بڑی محنت و شوق و اہتمام سے تیار کرایا ہے۔ ضعف بصر ککرے۔ خارش چشم۔ پھولا۔ جالا۔ پانی بہنا۔ دھند۔ پڑبال۔ ابتدائی موتیا بند غرضکہ آنکھوں کی تمام بیماریوں کیلئے اکسیر ہے۔ اس کے لگاتار استعمال سے عینک کی حاجت نہیں رہتی۔ قیمت فی تولہ ۲ علاوہ محصولڈاک جو سال بھر کیلئے کافی ہے۔ مزید اطمینان کیلئے ایک ڈپٹی کمشنر کی شہادت دستانہ شہادت ملاحظہ کیجئے جناب خان بہادر مرزا سلطان احمد خاں ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر ادکاڑہ سے لکھتے ہیں۔ کہ ایک آنکھوں کے مریض جسکی بصارت میں دن بدن کمی اور دھند بڑھتی جاتی تھی کو آپ کا سرمہ دیا چند روز کے استعمال کے بعد اس نے مجھے شکریہ کیساتھ کہا کہ اس سرمہ کے استعمال سے میری آنکھوں کی نور بصارت ترقی پر ہے۔ دھند جاتی رہی۔ آنکھوں میں ٹھنڈک اور نظر میں تیزی ہے۔ میں بغرض افادہ عام یہ نوٹ اشاعت اخبار کیلئے بھیجتا ہوں تا اور لوگ بھی اس سے مستفیض ہو سکیں۔ پتہ:۔ مینیجر کارخانہ موتیوں کا سرمہ نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور

موتی کوڑیوں کے مول

لگتی ہی کا نٹھ

مجھ قرآن پاک کی گورمکھی ترجمہ کیلئے روپیہ کی اشد ضرورت ہے اسلئے صرف چند روز کیواسطے حسب ذیل معرکۃ الآراء کتب کا سٹ جسنے آریہ سماج کی چیں بلادی ہے نصف قیمتہ یعنی للعہ کی بجائے ۱۲ علاوہ محصولڈاک ۲ ارکل ۱۲ کو ملیگا۔ ہندو دھرم کی حقیقت۔ آریہ مذہب کی حقیقت۔ پروفیسر رام دیو کا جواب ہندو دھرم سے سچ تقسیم گائے دید و قربانی۔ قرآن مجید اور وید۔ بابا نانک کا مذہب ست اوپدیش سکھ واذان۔ اذان گورمکھی ترجمہ۔ گورو کی بانی۔ حضرت مسیح موعود کا ذکر۔ مسلمانوں کے احسان سکھوں پر۔ سکھوں سے مباحثہ۔ جلدی درخواست کریں پھر یہ موقع ہاتھ نہیں آئیگا۔ المشتہر:۔ مینیجر اخبار نور قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

وصیت نمبر ۱۹۹۱

میں فضل حسین ولد جان علی خاں قوم افغان سکنہ احمد آباد بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ کے اپنی جائداد متروک کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں
۱- میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی (۲) میری موجودہ جائداد اس وقت کچھ نہیں ہے۔ میں وصیت کرتا ہوں کہ میں اپنی تنخواہ کا ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کرتا ہونگا۔ (۳) اگر کوئی اور جائداد مجھ کو حاصل ہوئی تو اسکی نسبت بھی میری یہی وصیت ہوگی۔ ۱۰/۱/۲۱
گواہ شد عنایت اللہ مالک نصیر شاپ قادیان
العبد فضل حسین گواہ شد عبد السمیع کپور تھلوی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیت نمبر ۲۰۶۵

میں اللہ جوایا ولد میاں عبد الرحیم قوم موکی خواجہ سکنہ چنیوٹ ضلع جھنگ حال وارد آگرہ محلہ دھولی کھار بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروک کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ (۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت معہ وصیت کردہ سے منہا کردی جاویگی (۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ منقولہ اس وقت یہ ہے ۱/۴ حصہ مکان پختہ چہار منزلہ واقعہ محلہ گوال مشہور حویلی سردخانے والی۔ چنیوٹ ضلع جھنگ اور ایک دوکان سالم پختہ ایک منزل واقعہ بازار کلاں چنیوٹ ضلع جھنگ و ایک سفید زمین واقعہ محلہ دار الفضل قادیان ۵ امرلہ ہے۔ اور غیر منقولہ میرے پاس اس وقت للعہ روپیہ اندازہ کاروبار میں ہے اور مبلغ دو ہزار روپیہ کے اسوقت زیور موجود ہے۔ ہر دو مذکورہ بالا جائداد منقولہ غیر منقولہ میں سے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کو کرتا ہوں اگر اس جائداد مذکورہ کے علاوہ کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ میری ثابت ہو تو اس کی بھی ۱/۱۰ حصہ پر یہ وصیت حاوی ہوگی۔ فقط
عاجز اللہ جوایا مالک دوکان۔ شیخ اللہ جوایا ظہور احمد سوداگران پارچہ دھولی کھار آگرہ ۲۴/۲/۲۲
گواہ شد گلزار محمد بقلم خود گواہ شد شمس الدین منیجر دھنی شو فیکٹری نکو نیہ بازار آگرہ

وصیت نمبر ۲۰۶۶

میں انعام الہی زوجہ میر مرید احمد خاں عرف میر غلام حیدر خاں قوم سیال ساکن سندھ ملک حال گمبٹ ریاست خیرپور رئیس کی ہوں جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروک کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔
ا۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی (ب) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت وہ وصیت کردہ سے منہا کردی جاویگی۔ (ج) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ گلوبند طلائی۔ کنگن طلائی۔ چار انگشتریاں طلائی۔ دو جھمکوں کی جوڑیاں طلائی۔ اور چار صندھی نیٹرے۔ ایک جوڑی پازیب چاندی کی۔ ایک جوڑی کھلش چاندی کی۔ مالا ایک سونے کی۔ یہ کل زیور میرے جائداد ہے۔ جو مجھے مہر میں ملی ہیں۔ چندہ بموجب شرط اول ۵ عہ میں نے بیت المال میں روانہ کردیا ہے۔ اس مندرجہ بالا زیورات کے بمد وصیت ۵ عہ بھی بیت المال میں روانہ کردیا ہے اب برائے مہربانی میری وصیت منظور فرمائی جاوے اور اجرائے سرٹیفکیٹ میرے نام کیا جاوے۔ فقط والسلام گواہ شد میر مرید احمد خاں عرف میر غلام حیدر خاں شوہر موصیہ بقلم خود العبد انعام الہی احمدی از گمبٹ ۸ مارچ ۲۲
گواہ شد محمد ابراہیم بقاپوری

وصیت نمبر ۲۰۹۷

میں مرغوب اللہ احمدی ولد حکیم محمد عبد الجلیل آوان سکنہ بھیرہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ کے حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ (۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کروں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جاویگی۔ (۳) اسوقت میری کوئی جائداد نہیں صرف میں ۵۰ ماہوار تنخواہ کا ملازم ہوں۔ لہٰذا میں اپنی آمدنی کی وصیت کرتا ہوں۔ کہ ماہ بماہ اپنی آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں اغراض وصیت کو پورا کرنے کیلئے بھیجتا رہونگا۔ نیز جو میری جائداد اس آمدنی سے پیدا ہوگی جسکا میں ۱/۱۰ حصہ ادا کرچکا ہوں۔ اسپر انجمن کو قبضہ کرنے کا حق حاصل نہ ہوگا۔ ہاں اگر کوئی جائداد مجھے ایسی ملجاوے جو میری آمدنی سے نہیں بنی اس کے ۱/۱۰ حصہ پر یہ وصیت حاوی ہوگی۔ گواہ شد خاکسار محمد دین مہاجر قادیان
العبد مرغوب اللہ احمدی از قادیان گواہ شد عبد المغنی ناظر بیت المال قادیان بقلم خود ۲۰/۲/۲۲

وصیت نمبر ۲۱۰۲

میں سیدبی بی زوجہ محمد شاہ قوم سید سکنہ نواں پنڈ احمد آباد ضلع گورداسپور تحصیل بٹالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروک کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں (۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ منہا کردیجاویگی۔ میری موجودہ جائداد ۵۰/۸ کی ہے۔ میں بیوہ ہوں اور کوئی جائداد و زیور نہیں ہے۔ میری وصیت رحم فرما کر منظور فرمائی جاوے۔ والسلام گواہ شد سند ہی شاہ بقلم خود
العبد سیدبی بی سیدانی بیوہ گواہ شد محمد حسین ولد شاہ محمد ۸ مارچ ۲۲